رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

الفضل

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

نمبر ۹	۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۳ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۱۹ جولائی سنہ ۱۹۳۴ء	جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق پالم پور سے آمدہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور اللہ تعالےٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں ؛

۱۷ جولائی۔ فاطمہ بی بی صاحبہ اہلیہ حافظ محمد دین صاحب چک جہور ۱۱۷ ضلع شیخوپورہ کی نعش قادیان پہونچی۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں مرحومہ نے سنہ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی ؛

افسوس ہے۔ کہ بابو عزیز الدین صاحب مرحوم کی لڑکی جس کی عمر سات سال کے قریب تھی۔ چند روز بیمار رہنے کے بعد فوت ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالےٰ مرحومہ کی والدہ اور دوسرے عزیز و اقارب کو صبر عطا فرمائے ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ کو مسکینوں کے دِل کے پاس تلاش کرو

"اگر کسی کو کسی سے کراہت ہو۔ اگرچہ کپڑے سے ہو۔ یا کسی اور چیز سے ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ وُہ اس سے الگ ہو جائے مگر رو برو ذِکر نہ کرے۔ کہ یہ دل شکنی ہے۔ اور دل کا شکستہ کرنا گناہ ہے۔ اگر کھانا کھانے کو کسی کے ساتھ جی نہیں کرتا۔ تو کسی اور بہانہ سے الگ ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لا جناح علیکم ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا۔ مگر اظہار نہ کرے۔ یہ اچھا نہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ کو تلاش کرنا ہے۔ تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو۔ اسی لئے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہیئے۔ کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں۔ اور نہ کوئی یہ کہے۔ کہ میرا خاندان بڑا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ تم میرے پاس جو آؤ گے۔ تو یہ سوال نہ کرونگا کہ تمہاری قوم کیا ہے۔ بلکہ سوال یہ ہو گا۔ کہ تمہارا عمل کیا ہے۔ اسی طرح پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے۔ کہ اے فاطمہؓ خدا ذات کو نہیں پوچھیگا اگر تم کوئی بُرا کام کروگی۔ تو خدا تم سے اسواسطے درگزر نہ کریگا۔ کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔ پس چاہیئے۔ کہ تم ہر وقت اپنا کام دیکھ کر کیا کرو۔ اگر کوئی جوہڑا اچھا کام کریگا۔ تو وُہ بخشا جائیگا۔ اور اگر سید ہو کر کوئی بُرا کام کریگا۔ تو وُہ دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے واسطے دعا کی وُہ منظور نہ ہوئی۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کو کہینگے۔ کہ اے اللہ تعالیٰ میں اپنے باپ کو اس حالت میں دیکھ نہیں سکتا۔ مگر اُس کو پھر بھی رسہ ڈالکر دوزخ کیطرف گھسیٹکر ذلت کیساتھ لیجائینگے۔ (یہ عمل نہ ہونے کیوجہ ہے کہ پیغمبر کی سفارش بھی کارگر نہ ہوگی) کیونکہ اس نے تکبر کیا تھا۔ پیغمبر نے غریبی کو اختیار کیا جو شخص غریبی کو اختیار کریگا۔ وہ سب سے اچھا رہے گا"۔ (الحکم ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء)

تبلیغی رپورٹیں

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

ہنگو میں مناظرے

مولوی صدرالدین صاحب ہنگو ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں یہاں بھی اللہ تعالےٰ نے تبلیغ کا موقعہ پیدا کر دیا۔ ۲۵۔ جون مولوی چراغ الدین صاحب مبلغ سلسلہ نے صوبہ سرحد کے مشہور معاند احمدیت ماسٹر نظام الدین صاحب کوہاٹی کے ساتھ وفات وحیات مسیح اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر زیر صدارت ماسٹر محمد یعقوب خان صاحب بی۔ ایس۔ سی کامیاب مناظرے کئے جو نہایت امن سے ہوئے۔ اور اس طرح معززین علاقہ کو پیغام حق پہونچانے کا موقعہ مل گیا ؛

ایبٹ آباد میں جلسہ

ڈاکٹر فیروزالدین صاحب ایبٹ آباد سے لکھتے ہیں۔ کہ ۳۰۔ جون وکیم جولائی جلسہ منعقد کیا گیا۔ انہی ایام میں مولوی ظفر علی صاحب یہاں آ گئے۔ ہم نے کمپنی باغ میں جلسہ کا اعلان کیا تھا۔ مخالفین نے بھی وہیں مولوی ظفر علی صاحب کی تقریر کا اعلان کر دیا۔ اس پر افسران نے ہمارے جلسہ کے لئے ایک قطعہ مخصوص کر دیا۔ مخالفین کی انتہائی مخالفت کے باوجود ہر مذہب وملت کے شرفاء اور معززین ہمارے جلسہ میں کثرت سے شامل ہوتے رہے۔ پہلے اجلاس میں مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ افریقہ نے سیرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل نے بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی اسلامی خدمات پر لیکچر دیا۔ دوسرے اجلاس کے وقت ہمارے جلسہ کے بالکل قریب مولوی ظفر علی صاحب کی تقریر ہو رہی تھی۔ مگر باوجود اس کے ہمارے جلسہ کی رونق میں مطلقاً کمی نہ ہوئی۔ گیانی واحد حسین صاحب نے اسلام بمقابلہ دیگر مذاہب کے موضوع پر تقریر کی۔ اور مولوی جلال الدین صاحب شمس نے احمدیت پر اعتراضات کے جواب دیئے ؛

یکم جولائی مبلغین کی تقریروں کے علاوہ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے توریت وانجیل کے حوالہ جات سے الوہیت مسیح کی تردید کی۔ اور مولوی جلال الدین صاحب شمس نے فضیلت سید الانبیاءؐ پر تقریر کی۔ غیر احمدی معززین اس سے بہت متاثر ہوئے۔ اور انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہم پر آج واضح ہوئی ہے۔ مولوی ظفر علی صاحب چند لوگوں کو ساتھ لے کر آئے۔ اور جلسہ گاہ سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑے ہو کر مجمع میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس میں انہیں سخت ناکامی ہوئی۔ اور کسی نے ان کی طرف توجہ نہ کی ؛

مالابار میں تبلیغ

مولوی عبداللہ صاحب مالاباری لکھتے ہیں۔ اس علاقہ میں گزشتہ شورش کے بعد لوگ سلسلہ کی طرف توجہ کرنے سے ڈرتے تھے۔ مگر اب پھر تحقیق کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ ایک مقام کروناگہ پلی کے بعض غیر احمدی اصحاب کی دعوت پر میں یہاں لیکچر دینے آیا ہوں۔ ایک تقریر اسلامی تعلیم پر ہو چکی ہے۔ نوجوان سلسلہ کے متعلق تحقیقات کے لئے آتے رہتے ہیں

شیخوپورہ میں جلسہ

منشی عطا محمد صاحب شیخوپورہ سے لکھتے ہیں۔ کہ ۲۹ جون لغایت یکم جولائی یہاں غیر احمدیوں کا جلسہ تھا۔ ہمارے خلاف کچھ نہ بولنے کا وعدہ کرنے کے باوجود ایک مولوی صاحب نے بہت زہر اگلا۔ اور جب جواب کے لئے وقت مانگا گیا۔ تو کہدیا گیا کہ معترض ایک غیر ذمہ وار شخص ہے۔ لیکن اگلے روز پھر بہت اعتراضات کئے۔ ۲۔ جولائی کو ہم نے علیحدہ جلسہ کیا۔ شیخ عبدالقادر صاحب نے تمام اعتراضات کے مسکت جواب دیئے۔ اور شیخ مبارک احمد صاحب نے فضیلت اسلام پر تقریر کی۔ دونوں تقریریں بہت پسند کی گئیں ؛

شیرنگر میں اہلحدیثوں سے مناظرہ

برادر غلام محمد صاحب شمس آباد ضلع لاہور سے لکھتے ہیں۔ کہ موضع شیرنگر کے اہلحدیثوں نے ہمیں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب اعجاز نے مولوی عبدالقادر صاحب روپڑی سے وفات وحیات مسیح پر اور شیخ مبارک احمد صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب روپڑی سے ختم نبوت پر کامیاب مناظرے کئے ؛

تیجہ کلاں میں احمدیت کی فتح

محمد اسد اللہ صاحب تیجہ کلاں سے لکھتے ہیں۔ کہ اہلحدیث فرقہ نے پہلے تو ہمیں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ مگر جب ہمارے علماء پہونچے۔ تو انکار کر گئے۔ ان کے اس صریح فرار کا پبلک پر اس قدر اثر ہوا۔ کہ ۱۷ کس داخل سلسلہ ہوئے۔ مسجد احمدیہ کی تعمیر کے لئے دو صد روپیہ جمع کیا گیا ہے ؛

سنہ ۱۹۳۴ء کا دوسرا یوم التبلیغ
اور
یوم سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

۱۔ اس سال دوسرے یوم التبلیغ کے لئے ۳۰۔ ستمبر ۱۹۳۴ء کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ اس تاریخ کو مرزا احمد بیگ صاحب ہوشیارپوری بموجب پیشگوئی فوت ہوئے تھے۔ یعنی ۳۰۔ ستمبر ۱۸۹۲ء کو۔ احباب اس کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں ؛

(۲) اس سال سیرت نبویؐ کے جلسوں کے لئے ۲۵۔ نومبر ۱۹۳۴ء کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ اس کے لئے بھی احباب ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ اس کے لئے حسب ذیل مضمون رکھے گئے ہیں :۔

(۱) ازدواجی زندگی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسوۂ حسنہ ؛

(۲) تبلیغ حق کا فریضہ آپؐ نے کس طرح ادا فرمایا ؛

نوٹ :۔ الفضل کے خاتم النبیین نمبر کے لئے مضامین جو بھیجے جائیں۔ وہ ان ہر دو عنوانوں کے ماتحت ہوں۔ وہی مضامین شائع کئے جائیں گے۔ جو ان کے ضمن میں ہونگے ؛

(ناظر دعوت وتبلیغ۔ قادیان)

جلسوں کے لئے مبلغین موجود ہیں

اگست میں اساتذہ جامعہ احمدیہ۔ مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول فارغ ہونے والے ہیں۔ نیز جامعہ احمدیہ کی اعلےٰ جماعتوں کے طلباء کو ماہ جولائی میں رخصتیں ہو جائیں گی۔ ان میں سے بعض نہایت عمدہ تقریریں کر سکتے ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ اگر جماعتیں جولائی۔ اگست۔ ستمبر میں اپنے سالانہ جلسے منعقد کریں۔ تو میں ان اساتذہ اور طلباء سے ان جلسوں کو کامیاب بنانے میں بہت کچھ مدد لے سکتا ہوں پس احباب مجھے ابھی سے اطلاع دیں۔ کہ وہ ان تین ماہ میں کس تاریخ کو جلسہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تا میں مشورہ کرنے کے بعد قبل از وقت پروگرام مرتب کر کے مقررین کو تیاری کرنے کے لئے مناسب ہدایات دیدوں۔ اس موقعہ کو احباب غنیمت سمجھیں اور اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں (ناظر دعوۃ وتبلیغ)

تصحیح

۱۲۔ جولائی کے پرچہ میں "سرینگر میں میلاد النبی کا جلسہ" کے عنوان سے جو مراسلت چھپی ہے۔ اس میں لکھا گیا ہے "قرآن پاک میں مذکور ہے لولاک لما خلقت الافلاک" صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ہے قرآن کی آیت نہیں ہے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

عورتوں کے متعلق ہندوؤں کا طریق عمل اور ہندو دھرم کی تعلیم

کیا ہندو عورتیں مطمئن ہیں؟

نوجوان عورتوں اور لڑکیوں کے اغوا کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کو روکنے کے متعلق ہندو جو جتن کر رہے ہیں۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے لکھا تھا۔

"ہندوؤں میں ان عورتوں کو بھی اپنے اندر رکھنے کا جذبہ کس قدر بڑھا ہوا ہے۔ جو ان میں زندگی بسر کرنا وبال جان سمجھتی ہیں"

ہمارے ان الفاظ کے خلاف اخبار "آریہ مسافر" (۱۵ جولائی) نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ ہندوؤں میں ایسی عورتیں نہیں ہیں۔ جو ان میں زندگی بسر کرنا وبال جان سمجھتی ہوں۔ اور ثبوت یہ پیش کیا ہے۔ کہ

"ہندو عورت تو گھر کی پٹ رانی ہے۔ ویدا سے مرد کے سر کی پگڑی بتلاتا ہے۔ منوسمرتی میں تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ جن گھروں میں ان کی بے عزتی ہوتی ہے۔ وہ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ اور جن میں ان کی عزت و سنکار ہوتا ہے۔ وہاں فرشتے نواس کرتے ہیں اس لئے ہندوؤں میں تو کوئی ایسی عورت ہو نہیں سکتی۔ جو ان کے اندر اپنی زندگی کو وبال سمجھتی ہو"

قطع نظر اس سے کہ وید نے عورت کی کیا حیثیت قرار دی ہے اور منوسمرتی میں اس کے متعلق کیا لکھا ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ ہندوؤں میں عورتوں کے ساتھ عملی طور پر کیا سلوک کیا جاتا رہا اور اب تک کیا کیا جاتا ہے۔ اور ہندو عورتیں اس سلوک کے متعلق کہاں تک مطمئن ہیں۔ اس کے لئے واقعات اور حالات میں زیادہ دور تک جانے کی بجائے صرف ہندو عورتوں کے ایک جلسہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو ۳۔ جولائی کو وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال لاہور میں ہوا۔ اور جس میں اس سوال پر بحث کی گئی۔ کہ "کیا ہندو مردوں کا ہندو عورتوں کی طرف رویہ ہمیشہ غیر منصفانہ رہا ہے" اس سوال کی نوعیت ہی بتا رہی ہے۔ کہ ہندو عورتیں اپنے متعلق مردوں کے ظالمانہ رویہ کی ہمیشہ سے شاکی چلی آرہی ہیں اور ان کے نزدیک کوئی وقت ایسا نہیں آیا جب ہندو عورتوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا گیا ہو۔ لیکن بحث کے دوران میں ہندو عورتوں نے جن خیالات کا اظہار کیا۔ ہندو دھرم کی مقدس کتب پر جو تنقید کی۔ اور ہندو بزرگوں کے طریق عمل کی جو مثالیں پیش کیں۔ ان سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے۔ کہ تعلیم یافتہ ہندو خواتین قطعاً مطمئن نہیں ہیں۔ اور وہ نہ صرف ہندوؤں میں زندگی بسر کرنا وبال سمجھ رہی ہیں۔ بلکہ کھلم کھلا اس کا اظہار بھی کر رہی ہیں۔

اخبار "پرتاپ" میں ان خواتین کی تقریروں کے جو اقتباسات شائع ہوئے ہیں۔ وہ اس بات کا پورا پورا ثبوت پیش کر رہے ہیں مثلاً مسز سوری نے کہا:-

"ہندوستان میں ہندو عورتوں کو متعدد مشکلات کا سامنا ہے مردوں کا ان سے ایسا سلوک ہے۔ جسے کسی صورت میں حق بجانب قرار نہیں دیا جا سکتا۔ قانون وراثت میں ان سے سخت ناانصافی کی گئی ہے۔ ان کی تعلیم کی طرف بہت کم توجہ کی جاتی ہے مجلسی معاملات میں عورتوں کو بہت ادنے درجہ دیا گیا ہے"۔

کہا جا سکتا ہے۔ کہ گو یہ ہندوؤں کا طریق عمل ہے لیکن ہندو دھرم کی یہ تعلیم نہیں ہے۔ اگر اسے درست بھی مان لیا جائے۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ وہ تعلیم ہندو عورتوں کو کیونکر مطمئن کر سکتی ہے۔ جو صرف کتابوں میں بند ہو۔ اور جس پر عمل کرنے والا کوئی موجود نہ ہو۔ یہی بات پیش کرتے ہوئے ایک اور خاتون مس بلا چوپڑہ نے کہا۔

"میں جانتی ہوں۔ کہ ہمارے مخالفین کی طرف سے ہندوؤں کی مقدس کتابوں کے حوالے دیئے جائیں گے۔ اور یہ کہا جائیگا کہ بھارت ورش کے پراچین رشیوں منیوں نے اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ جہاں استری کی پوجا ہوتی ہے۔ وہاں لکشمی نواس کرتی ہے میں یہ بھی جانتی ہوں........ مگر میرا مطلب یہ ہے کہ رشیوں منیوں کی کوششوں کے باوجود آج ہندوستان میں ہندو عورتوں کو ان کے جائز حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ہندو عورت کو نہ صرف اپنے باپ کی جائداد ہی پر حق نہیں۔ بلکہ اپنے شوہر کی جائداد سے بھی اس کا کوئی واسطہ نہیں"

اس بیان سے ہمارا یہ دعوےٰ پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ ایسی ہندو عورتیں ہیں۔ جو ہندوؤں میں زندگی بسر کرنا وبال جان سمجھتی ہیں۔ اور مقدس مذہبی کتب کے جو حوالے ان کے متعلق پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ اگر درست بھی ہوں۔ تو بھی انہیں اطمینان دلانے سے قاصر ہیں۔ لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی۔ وہ عورتوں کے متعلق اپنی مقدس مذہبی کتب کی تعلیم اور اپنے بزرگوں کے طریق عمل کی حقیقت سے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔ چنانچہ ایک اور خاتون ڈاکٹر دمینتی بالی نے اپنی تقریر میں کہا:-

"یہ بات کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ کہ پراچین زمانہ میں عورتوں کی بڑی عزت کی جاتی تھی۔ مرد عورتوں سے ہمیشہ ناانصافی کرتے رہے ہیں۔ اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں۔ تو آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس طرح عورتوں کو خاوندوں کی چتا پر جل مرنے کے لئے مجبور کیا جاتا تھا۔ لوگ ڈنڈے لئے ہوئے پاس کھڑے رہتے تھے۔ کہ کہیں ستی ہونے والی عورت بھاگ نہ جائے۔ یہ رسم مردوں کی چلائی ہوئی ہے۔ کیا آپ نے کسی مرد کو بھی اپنی بیوی کی چتا پر جلتے سنا۔ آپ ان الفاظ پر پھولے نہیں سماتے۔ کہ جس گھر میں عورت کی عزت ہوتی ہے۔ وہاں دیوتا نواس کرتے ہیں۔ مگر دوسری طرف رامائن میں دیکھئے۔ وہاں تلسی داس جی لکھتے ہیں۔ کہ بشوا شتری وغیرہ یہ سب مار کھانے کے قابل ہیں۔ میرے دل میں رام چندر جی کی بڑی عزت ہے۔ مگر سیتا کے پتی برت دھرم کے مقابلہ میں ان کا سلوک دیکھئے۔ کہ سیتا کو راون کی قید سے چھڑا کر انہیں بن باس دے دیا"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہندو خواتین کو نہ صرف ہندوؤں کے موجودہ طریق عمل کے خلاف سخت شکایت ہے۔ بلکہ وہ ہندو دھرم کی تعلیم۔ اور اپنے بزرگوں کے طریق عمل کو بھی اپنے متعلق نہایت ہی غیر منصفانہ بلکہ ظالمانہ سمجھتی ہیں اور اس کے خلاف پورے زور کے ساتھ اپنی بے اطمینانی کا اظہار کر رہی ہیں:-

اسی سلسلہ میں اگر اس دردناک حالت کو بھی پیش نظر رکھ لیا جائے جو بے چاری بیواؤں کی ہندوؤں میں ہے۔ تو اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں رہ جاتا۔ کہ ہندو عورتوں کا بہت بڑا حصہ ایسا ہے۔ جو نہایت مصیبت اور بے حد دکھ کی زندگی بسر کر رہا ہے ان حالات میں ہمیں یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں۔ کہ ہندو عورتوں کے مصائب اسلام ہی دور کر سکتا ہے۔

حیدرآباد دکن کا نیا کوتوال

ہمارے نامہ نگار خصوصی نے حیدرآباد سے اطلاع دی ہے کہ حسب فرمان شاہی نواب رحمت یار جنگ بہادر نے راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی کوتوال بلدہ سے شہر کی کوتوالی کا چارج لے لیا ہے۔ پولیس گراؤنڈز میں پریڈ ہوئی۔ اور کوتوال جدید نے پولیس کا معائنہ کیا۔

حیدرآباد میں کوتوال کا عہدہ بہت اہم اور بہت بڑی ذمہ واری کا ہے۔ بعض تاجداران آصفی کوتوال کو "محافظ جان" لکھتے رہے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ نئے کوتوال کا زمانہ امن و عافیت کا دور اور حیدرآباد کی تمدنی۔ تعلیمی۔ اور اخلاقی ترقیات میں اضافہ کا زمانہ ہو۔

ہم اخبارات میں آریہ سماج کی تازہ سرگرمیوں کے حالات پڑھ رہے ہیں۔ اور ہندو مہاسبھا کی خاص توجہ ان دنوں پھر حیدرآباد کی طرف منعطف ہے۔ اس لئے زمانہ پر آشوب معلوم ہوتا ہے۔ اور کوتوال شہر کا کام مشکل ہو رہا ہے۔ مگر ہم امید کرتے ہیں۔ کہ نواب رحمت یار جنگ بہادر تمام مشکلات پر قابو پالیں گے اور مہاسبھائی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ حیدرآباد کی روایتی رواداری اور انصاف کے ساتھ مضبوط ہاتھ سے کریں گے۔

احرار اور کانگرس

احراری ایک بار پھر کانگرس سے ذاتی مفاد حاصل کرنے اور مسلمانوں کے حقوق کو نقصان پہنچانے پر تلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اخبار "ملاپ" (۱۲ جولائی) نے کھلم کھلا لکھ دیا ہے۔ کہ

"پنجاب کے کانگرسیوں کی ایک جماعت احراریوں کے ساتھ در پردہ یہ سازش کر رہی ہے۔ کہ احراریوں کو یہ لالچ دیا جائے۔ کہ اگر وہ کانگرس کی اس جماعت کے ساتھ مل جائیں۔ تو ان کو نہ صرف عہدے ہی ملیں گے۔ بلکہ کچھ مال بھی ملے گا"

اگرچہ اس کے جواب میں مجلس احرار کے جنرل سکرٹری نے اعلان کیا ہے۔ کہ "احراری کارکن ہندوؤں کے روپے کے بھوکے نہیں ہیں۔ اور احراریوں کو مجلس احرار کا کارکن ہونا کافی عزت ہے۔ انہیں کانگرس کی رکنیت سے اعزاز حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں"

لیکن ڈسٹرکٹ مجلس احرار لاہور کے صدر نے اخبارات میں جو اعلان شائع کرایا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ

"مجلس احرار ہند کی ورکنگ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ امرتسر میں یہ فیصلہ ہوا ہے۔ کہ اگر کوئی احراری کارکن کانگرس کا ممبر بن کر کام کرنا چاہتا ہو۔ تو اسے مجلس کی طرف سے کسی قسم کی روکاوٹ نہیں ہوگی" (انقلاب ۱۴ جولائی)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ جن احراری کارکنوں کو توقع ہے۔ کہ کانگرسیوں سے ان کا سودا ہو جائے گا۔ وہ تو کانگرس کے ممبر بننے کے لئے بے تاب ہو رہے ہیں۔ اور جنہیں کسی صورت کا ہی نہیں سمجھا جاتا۔ وہ صرف مجلس احرار کو ہی چمٹے رہنا چاہتے ہیں اور غالباً انہی کے متعلق اعلان کیا گیا ہے۔ کہ انہیں کانگرس کی رکنیت سے اعزاز حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ترکی اور ایران کا اتحاد

والئے ایران رضا شاہ پہلوی کے ترکی تشریف لیجانے پر ترکی اور ایران میں اتحاد و اتفاق کی جو بنیاد قائم ہوئی ہے اور جس کا پتہ ان تقریروں سے لگتا ہے۔ جو ان دونوں اسلامی ممالک کے تاجداروں نے ایک دوسرے کو مخاطب کر کے کیں۔ وہ ہر مسلمان کے لئے باعث مسرت ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ یہ دونوں حکومتوں کے لئے جنہیں معاندین کے نرغہ میں وہی پوزیشن حاصل ہے۔ جو زبان کو بتیس دانتوں میں ہے۔ بہت مفید ثابت ہوگی۔

یہ سب کو معلوم ہے۔ کہ مذہبی عقائد کے لحاظ سے دونوں حکومتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ باوجود اس کے سیاسیات میں اتحاد اور ایک دوسرے سے تعاون کرنے کا اقرار کیا گیا ہے اگر دو حکومتیں اس قسم کا اتحاد ضروری سمجھتی ہیں۔ اور اسے عمل میں لے آئی ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ مسلمانان ہند مختلف فرقے سیاسیات اور متحدہ اغراض میں اتحاد نہیں کر سکتے۔ جبکہ وہ بھی ہر طرف سے خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔

ویدک دھرم اور دہریت

آریہ اخبارات ایک طرف تو یہ رونا روتے چلے آ رہے ہیں۔ کہ آریہ سماجی نوجوانوں میں مذہب سے بیگانگت اور دہریت پھیل رہی ہے۔ آریہ سماج میں ناستک (دہریہ) گھس آئے ہیں اور دوسری طرف ان کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ روسی اور دیگر مغربی دہریوں کے دل و دماغ کو اگر کوئی دھرم مطمئن کر سکتا ہے۔ تو وہ ویدک دھرم ہی ہے۔" (آریہ مسافر ۱۵ جولائی)

صاف بات ہے۔ کہ اگر ویدک دھرم میں دہریوں کو مطمئن کرنے کی طاقت ہوتی۔ تو وہ خود دہریت پیدا کرنے کا موجب نہ ہوتا ویدک دھرم خدا کو ایک معمار کی شکل میں پیش کرتا ہے جس طرح معمار تعمیر کا کام کرنے کے لئے اوزار اور دیگر سامان کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی طرح ویدک ایشور کوئی چیز پیدا کرنے کے لئے روح اور مادہ کا محتاج ہے ان کے بغیر وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ جو مذہب ایسا معبود اور مسجود پیش کرے۔ وہ دہریوں کے دل و دماغ کو کیا مطمئن کرے گا۔

میر واعظ ہمدانی صاحب اور حکومت کشمیر

یہ خبر پایہ صداقت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ میر واعظ ہمدانی صاحب پر فالج کا نہایت سخت حملہ ہوا۔ اور تین دن تک ان کی حالت بے حد تشویشناک رہی ہے۔ ان کی اچانک خطرناک علالت کی خبر نے مسلمانان کشمیر میں بڑی بے چینی اور اضطراب پیدا کر دیا۔ اور وزیر اعظم نے اجازت دیدی۔ کہ ان کو علاج معالجہ کے لئے اپنے گھر سرینگر لایا جا سکتا ہے

ہمدانی صاحب کی جلاوطنی ان سے عقیدت رکھنے والے مسلمانوں کے لئے جن کی بہت بڑی تعداد ہے۔ ایک المناک امر تھا کیونکہ بغیر قصور بتائے اور کوئی جرم عاید کئے ایک معزز اور ضعیف العمر انسان کو اس کے گھر سے نکال دیا گیا تھا۔ کہ اس کی مخالف پارٹی یہی چاہتی تھی پھر اس کے اور اس کے لواحقین کے اخراجات کا کوئی انتظام نہ کیا گیا۔ ان حالات میں ہمدانی صاحب کی بیماری جذبات کو اور زیادہ ٹھیس لگانے کا موجب ہوئی ہے۔ ریاست کو چاہیئے۔ کہ ہمدانی صاحب کے متعلق نہ صرف ہر قسم کی پابندیاں فوراً دور کرے۔ بلکہ ان کے علاج کے متعلق پورا پورا انتظام کرے۔

پیسہ اخبار کی غلط بیانی

مخلوط انتخاب کا مطالبہ تو شیعہ اور اہلحدیث کر رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ شروع سے ہی اس کے خلاف ہے۔ اور اسے مسلمانوں کے مفاد کے لئے نقصان رساں سمجھتی ہے لیکن وہ اخبار جن کے مقاصد میں سے ایک مقصد جماعت احمدیہ کی اندھا دھند مخالفت کرنا بھی ہے۔ ان کی حالت نہایت ہی قابل رحم ہے۔ اسی قسم کے اخبارات میں سے ایک "پیسہ اخبار" بھی ہے جس نے "احمدیوں کا ایک احمقانہ مطالبہ" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا ہے۔ جس میں بغیر کسی ثبوت کے یہ بیان کیا ہے کہ "اہلحدیث اور اہل تشیع کے علاوہ اب مرزائیوں نے بھی یہی سُر الاپنا شروع کر دیا ہے۔"

چونکہ کچھ عرصہ سے جماعت احمدیہ کے متعلق "پیسہ اخبار" نے جو دل آزار روش اختیار کر رکھی ہے۔ اس کے لحاظ سے امید نہیں ہماری یہ گزارش نتیجہ خیز ثابت ہو۔ کہ خواہ مخواہ کی درشت کلامی اور بدزبانی شیوہ شرفا نہیں۔ اسے ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ جو کچھ لکھا جائے۔ اس کے متعلق صحیح واقفیت حاصل کر لینی چاہیئے۔ اور جوش مخالفت میں نہیں بہہ جانا چاہیئے۔

"پیسہ اخبار" کو یہ تو جرأت نہ ہوئی۔ کہ شیعہ اور اہلحدیث جو قسم میں مخلوط انتخاب کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ان کے اس مطالبہ کو "احمقانہ" قرار دیتا۔ لیکن جماعت احمدیہ جس نے کبھی یہ مطالبہ نہیں کیا۔ اس کے متعلق اس نے اندھا دھند اپنی تہذیب کا مظاہرہ کرنا ضروری سمجھا۔

اسلام پر اعتراضات کے جواب

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حدیث "ثلاث کذبات"

ابوالانبیاء صدیق انبیاء پر دروغگوئی کا الزام لگانیوالوں کی تردید

(۲)

حدیث کے الفاظ

اب ہم اس حدیث کی اندرونی شہادت پر غور کرتے ہیں مختلف روایات میں مختلف الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ بخاری کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"لم یکذب ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام الا ثلاث کذبات ثنتین منھن فی ذات اللہ عزوجل قولہ انی سقیم وقولہ بل فعلہ کبیرھم ھذا وقال بینا ھو ذات یوم وسارۃ اذ اتی علی جبار من الجبابرۃ فقیل لہ ان ھٰھنا رجلا معہ امرأۃ من احسن الناس فارسل الیہ فسأله عنھا فقال من ھذہ قال اختی فاتی سارۃ قال یا سارۃ لیس علی وجہ الارض مؤمن غیری وغیرک وان ھذا سألنی عنک فاخبرتہ انک اختی فلا تکذبینی فارسل الیھا فلما دخلت علیہ ذھب یتناولھا بیدہ فأخذ فقال ادعی اللہ لی ولا اضرک فدعت اللہ فاطلق ثم تناولھا الثانیۃ فاخذ مثلھا او اشد فقال ادعی اللہ لی ولا اضرک فدعت اللہ فاطلق فدعا بعض حجبتہ فقال انکم لم تأتونی بانسان انما اتیتمونی بشیطان فاخدمھا ھاجر فاتتہ وھو قائم یصلی فأومأ بیدہ مھیا قالت رد اللہ کید الکافر او الفاجر فی نحرہ واخدم ھاجر"

(بخاری باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا)

یعنے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف تین جھوٹ بولے ہیں۔ ان میں دو اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق ہیں۔ اور وہ ابراہیم کا کہنا کہ میں بیمار ہوں۔ ابراہیم کا کہنا کہ یہ فعل یعنے بتوں کا توڑنا اس بڑے بت نے کیا ہے۔ ایک دن جبکہ حضرت سارہؓ ان کے ساتھ تھیں۔ اور ان کا گذر ایک ظالم کے پاس سے ہوا۔ لوگوں نے اس ظالم سے کہا۔ کہ یہاں پر ایک شخص کے ساتھ خوبصورت ترین عورت ہے۔ اس نے حضرت ابراہیم کو بلا بھیجا۔ اور سارہ کے متعلق دریافت کیا۔ کہ یہ کون ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا میری بہن ہے۔ بعد ازاں آپ سارہؓ کے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ اے سارہؓ روئے زمین پر بجز تیرے اور میرے کوئی مومن نہیں ہے۔ اور اس ظالم نے مجھ سے تیرے متعلق دریافت کیا تھا۔ میں نے اس کو بتایا ہے۔ کہ تو میری بہن ہے۔ اب مجھے جھوٹا ثابت نہ کرنا۔ آخر ظالم نے سارہؓ کو بلا بھیجا۔ جب وہ مکان میں داخل ہوئیں۔ اس نے ان کو ہاتھ سے پکڑنا چاہا۔ لیکن وہ خود پکڑا گیا۔ اور حضرت سارہؓ کو پکڑ نہ سکا۔ تب کہنے لگا۔ کہ اے سارہ میرے لئے خدا سے دعا کر۔ میں تجھے کسی قسم کا ضرر نہ پہنچاؤں گا۔ حضرت سارہؓ نے دعا کی۔ پس وہ ظالم شکنجہ سے آزاد کیا گیا۔ دوسری مرتبہ بھی اسی طرح ہوا تب اس نے بعض دربانوں کو بلا کر کہا۔ تم تو میرے پاس انسان نہیں۔ جن لے آئے ہو۔ آخر اس نے سارہ کو خادمہ بنام ہاجرہ دے کر رخصت کیا۔ جب وہ واپس لوٹیں۔ تو ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے ہاتھ کے اشارہ سے پوچھا۔ کہ کیا ہوا۔ سارہؓ نے جواب دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کافر یا فاجر کی شرارت کو ناکام کیا ہے۔ اور اس نے ہاجرہ خدمتگار دی ہے"۔

ترمذی شریف کی روایت میں مختصر الفاظ یوں آئے ہیں:-

"عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکذب ابراھیم فی شئی قط الا فی ثلاث قولہ انی سقیم ولم یکن سقیما وقولہ لسارۃ اختی وقولہ بل فعلہ کبیرھم (جلد ۲ صفحہ ۱۴۶)

یعنے ابوہریرۃ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ابراہیمؑ نے کبھی کسی بات میں بھی جھوٹ سے کام نہیں لیا۔ مگر تین باتوں میں (۱) انہوں نے کہا۔ کہ میں بیمار ہوں۔ حالانکہ بیمار نہ تھے۔ (۲) انہوں نے سارہ کو کہا۔ کہ یہ میری بہن ہے۔ (۳) انہوں نے کہا۔ کہ یہ بت ان کے بڑے نے توڑے ہیں

ناظرین کرام! اندرونی شہادت کی تحقیق میں ہمیں ہر ایک مزعومہ کذب بیانی کی علیحدہ علیحدہ تدقیق کرنا ضروری ہے۔ اور اسی ضمن میں حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ کے متعلق بھی تنقیدی نظر ڈالنی پڑے گی

پہلے جھوٹ کی تردید

پہلا پیشکردہ جھوٹ یہ ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ میں بیمار ہوں۔ حالانکہ بیمار نہ تھے۔ اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سورہ صافات میں فرماتا ہے۔ وان من شیعتہ لابراھیم اذ جاء ربہ بقلب سلیم اذ قال لابیہ وقومہ ماذا تعبدون أئفکا اٰلھۃ دون اللہ تریدون فما ظنکم برب العالمین فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم فتولوا عنہ مدبرین یعنی ابراہیمؑ بھی نوحؑ کا ہمرنگ تھا۔ اسی کے گروہ میں سے تھا۔ یاد کرو۔ جبکہ وہ پاکیزہ دل سے اپنے رب کے پاس آیا۔ پھر جب اس نے اپنے اب اور قوم سے کہا۔ کہ یہ کیا ہیں۔ جن کی تم پرستش کرتے ہو؟ کیا اللہ کے سوا جھوٹے طور پر معبود بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ تمہارا رب العالمین کے متعلق کیا گمان ہے؟ پھر حضرت ابراہیمؑ نے ستاروں کی طرف دیکھا۔ اور ان سے کہا۔ کہ میں بیمار ہوں۔ سو وہ اس کے پاس سے مونہہ پھیر کر چلے گئے

مقام غور ہے۔ کہ قرآن مجید حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقولہ (انی سقیم) نقل کرتا ہے۔ اور آپ کو ہر طرح سے سچ بولنے والا بتاتا ہے۔ اور آپ کی قلبی پاکیزگی کا اسی سورہ صافات میں انہی آیتوں میں ذکر فرماتا ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں کا ایک گروہ ابراہیمی مقولہ کو کذب اور جھوٹ قرار دیتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعض قدیم مفسرین بھی ایک وضعی حدیث سے مرعوب ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے راستباز انسان کو اپنے دعوے انی سقیم میں صادق ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی لکھتے ہیں۔ "چونکہ کفار حضرت ابراہیم کو بت خانہ کی طرف لے جانا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے بطور معذرت کہا انی سقیم۔ میں بیمار ہوں۔ بقرینہ مقام بیماری سے مراد وہ بیماری ہونی چاہیئے۔ جو چلنے پھرنے سے مانع ہو۔ چونکہ آپ کی حالت ایسی نہ تھی۔ لہذا کلام غلط ہے۔" (اخبار اہلحدیث ۱۲ جنوری ۱۹۳۴ء) مولوی ثناء اللہ صاحب کی جرأت اور بے باکی ملاحظہ ہو۔ کہ کلام ابراہیمؑ کو غلط بنانے کے لئے دو بلا ثبوت دعوے گھڑ لئے۔ اول یہ کہ کفار آپ کو اس وقت بت خانہ کی طرف لے جانا چاہتے تھے دوم یہ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ کہ میں بیمار ہوں تو ان کی بیماری اس وقت چلنے پھرنے سے مانع نہ تھی۔ دوسرا

دعوے پہلے کی فرع ہے۔ اور دونوں باطل اور سراسر بے ثبوت ہیں :

غالباً مولوی ثناء اللہ صاحب کا اس پیچیدہ اور باطل تاویل سے مقصد یہ ہوگا۔ کہ عام لوگ خیال کریں۔ کہ مولوی صاحب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیان کو غلط کہتے ہیں۔ کذب تو نہیں کہتے۔ حالانکہ مولوی صاحب خود لکھ چکے ہیں :۔

"ہمارے پنجاب کے جاٹ کسی شخص کی تکذیب کرتے ہوئے صاف صاف کہہ دیتے ہیں۔ تمہاری بات جھوٹی ہے۔ یا تم جھوٹ بکتے ہو۔ مگر لکھنوی نزاکت پسند اور لطافت گو کہا کرتے ہیں۔ واللہ میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ میں جناب کے ارشاد سے متفق نہیں مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔ کہ آپ کی بات جھوٹ ہے۔" (رسالہ تعلیمات مرزا صہ ۲۹ طبع دوم)

گویا بہر صورت مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ الف الف سلام کا کلام غلط تھا۔ جھوٹ تھا (معاذ اللہ) اس قدر دیدہ دلیری اور انبیاء کے ماننے کا دعوے! میں غرق حیرت ہوں۔ کہ ان اہلحدیث کہلانے والوں کا کیا بگڑ جاتا۔ اگر وہ یہ کہہ دیتے۔ کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعوی ہاں خدا کے بزرگ کے صدیق نبی کا دعوے کہ "میں بیمار ہوں" بالکل سچ اور درست تھا؟

مفسرین میں سے امام رازی ایک روشن ضمیر مفسر گذرے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ "اما قولہ تعالیٰ انی سقیم فلعلہ کان بہ سقم قلیل" یعنے حضرت ابراہیمؑ کے بیان انی سقیم" کے متعلق کہتا ہوں۔ کہ غالباً ان کو تھوڑا بہت مرض لاحق ہوگا۔ (تفسیر کبیر جلد ۶ صہ ۱۱۳)

ناظرین کرام! سیدنا ابراہیم علیہ السلام تاکیدی طور پر جملہ اسمیہ میں کہتے ہیں۔ کہ میں یقیناً بیمار ہوں۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کے نام لیوا کہتے ہیں۔ ان کا بیان جھوٹ تھا۔ اور ذرا غور نہیں کرتے۔ کہ آخر کیوں ابراہیمی بیان کو جو بارگاہ احدیت سے تصدیق شدہ ہے دروغ قرار دیا جائے امرتسری مولوی صاحب اس بیان کو بقول خود لکھنوی نزاکت کا جامہ پہن کر "غلط" بتاتے ہیں۔ علامہ رازی ان سب سے اچھے رہے۔ کہ آپ نے کہا غالباً کوئی مرض تو ہوگا۔ لیکن سچ یہ ہے۔ کہ ان سب لوگوں نے اپنے اپنے مقام کے لحاظ سے ابراہیمی راستبازی پر دھبہ لگایا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام یقیناً یقیناً بیمار تھے۔ اور جو شخص ابراہیمی بیان کو غلط بتاتا ہے۔ وہ خود غلط کار ہے :

ایک عقلی دلیل

اگرچہ مومن کے لئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعوے اور اس پر قرآن مجید کی تصدیق سے بڑھ کر کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ لیکن ان متفلسف لوگوں کے لئے جو ہزاروں برس کے بعد یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کی بیماری ایسی نہ تھی۔ جو چلنے پھرنے سے مانع ہو۔ ایک عقلی دلیل پیش کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ گفتگو اپنی قوم کے لوگوں سے ہوئی ہے جبکہ آپ ان سے شرک کی تردید میں مناظرہ کر رہے تھے۔ اور جب وہ لوگ عاجز آگئے۔ اور ادھر رات بہت گذر چکی تھی فنظر نظرۃ فی النجوم۔ تب انہوں نے کہا باقی گفتگو کسی دوسرے وقت سہی۔ کیونکہ میں بیمار ہوں۔ گویا جب تک وہ لوگ گفتگو کرتے رہے۔ آپ بھی اپنے نفس پر جبر کر کے توحید کی تائید کرنے میں مگن رہے لیکن جب گفتگو انتہاء کو پہنچ گئی۔ تو آپ نے ان لوگوں کو اپنی اصلی حالت سے آگاہ کر کے کہا۔ کہ میں بیمار ہوں۔ اب اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ بیان جھوٹ ہوتا۔ تو وہ دشمن جو مناظرہ میں لاجواب ہو چکے تھے۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے۔ اور برملا کہتے۔ کہ موحد اور صالح ہونے کا دعوے۔ اور یہ برملا دروغگوئی لیکن وہ لوگ چونکہ ان کی حالت تو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی راستبازی کے قائل تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیان انی سقیم کو بلاچون وچرا فوراً تسلیم کر لیا۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فتولوا عنہ مدبرین وہ حضرت ابراہیمؑ کو چھوڑ کر اپنے اپنے ٹھکانوں کو چلدیئے۔ گویا حضرت ابراہیمؑ کے ان عقلمند دشمنوں نے تو ابراہیمی بیان کی تصدیق کی۔ اور ان کو بیمار تسلیم کر لیا۔ لیکن نادان دوست ان کے بیان کو جھوٹ یا غلط قرار دے رہے ہیں۔ سچ ہے۔ عدو عاقل خیر من صدیق جاہل

میں سمجھتا ہوں۔ کہ مندرجہ بالا سطور میں کافی طور پر واضح ہو چکا ہے۔ کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیان (انی سقیم) بالکل درست اور برحق ہے۔ اس کو جھوٹ، غلط یا مبالغہ پر مبنی قرار دینا راستی کا خون کرنا ہے۔ باقی یہ کہنا کہ مرض کیا تھا۔ کیا ابراہیم علیہ السلام اس کے باوجود چل پھر سکتے تھے۔ یا نہیں۔ بالکل بچوں کی سی بات ہے۔ ہمیں اس سے بحث ہی نہیں۔ کہ وہ مرض کیا تھا۔ وہ مرض دردسر ہو۔ اعصابی دورہ ہو۔ پیٹ درد ہو۔ ضعف قلب ہو۔ غرض کوئی بھی مرض ہو۔ بہر حال حضرت ابراہیم علیہ السلام فی الواقعہ بیمار تھے۔ ایک شخص دو فرلانگ سے چل کر ڈاکٹر کے پاس آکر کہتا ہے۔ کہ میں بیمار ہوں۔ تو ڈاکٹر فوراً اس کی تشخیص اور علاج کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ وہ ہرگز نہ کہیگا کہ چونکہ تو چل پھر سکتا ہے۔ اس لئے بیمار نہیں لیکن کتنا ظلم ہے۔ کہ حضرت ابراہیم ایسا راستباز انسان کہتا ہے۔ کہ میں بیمار ہوں۔ اس کے دشمن عملاً اس کے بیان کی تصدیق کرتے ہیں

خدا تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیان کو سچا قرار دیتا ہے مگر امرتسر کے ایک مولوی صاحب جو غالباً سامنے بیمار دیکھ کر بھی بیماری کی شناخت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے کہتے ہیں۔ کہ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام چل پھر سکتے تھے۔ لہذا ان کا کلام غلط ہے۔ یہ ہے ان لوگوں کی قرآن دانی اور علم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

گر بعلم خشک کار دیں بدے۔ ہر لئیمے راز دار دیں بدے

دوسرے جھوٹ کی تردید

روایت پرستوں نے صدیق اعظم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دوسرا جھوٹ یوں بیان کیا گیا ہے۔

"قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بت توڑ دیئے۔ تو ان کو ماخوذ کر کے پنچوں کے سامنے لایا گیا۔ اور سوال ہوا۔ کہ تو نے یہ کام کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ بل فعلہ کبیرھم ھٰذا فاسئلوھم ان کانوا ینطقون میں نے نہیں۔ بلکہ ان کے اس بڑے بت نے ایسا کیا ہے اگر یہ بول سکتے ہیں۔ تو ان سے پوچھ لو۔ اس کلام میں فعل کا فاعل بڑے بت کو بنایا ہے۔ مگر حقیقت یہ نہیں۔ نہ بڑے بت نے دوسرے بتوں کو توڑا نہ مشورہ یا حکم دیا۔"

(اخبار اہلحدیث ۱۲ جنوری ۱۹۳۴ء)

ضروری سوال

پیشتر اس کے کہ میں قرآن مجید سے اس واقعہ کو درج کر کے حقیقت کا اظہار کروں۔ اتنا پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا روائت ثلاث کذبات کے دلدادگان بتا سکتے ہیں۔ کہ (۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی؟ کیا ایک فعل خود کر کے یہ کہنا کہ "میں نے نہیں کیا۔ بلکہ بڑا بت اس کا فاعل ہے۔" صریح بزدلی نہیں؟ (۲) کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دشمنوں نے آپ کے اس جواب کو جھوٹ قرار دیا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو فرمایئے۔ کیا یہ ایمانداری کا تقاضا ہے۔ کہ جو بیان حضرت ابراہیمؑ کے دشمنوں کو بھی جھوٹ نظر نہ آیا اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محبت کا دم بھرنے والے جھوٹ اور کذب قرار دیں؟

قرآن کریم کی شہادت

آیئے اب قرآن مجید سے اس واقعہ کی حقیقت معلوم کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قال بل ربکم رب السموات والارض الذی فطرھن و انا علی ذٰلکم من الشاھدین و تاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین فجعلھم جذاذاً الا کبیراً لھم لعلھم الیہ یرجعون قالوا من فعل ھذا بالھتنا انہ لمن الظالمین قالوا سمعنا فتی یذکرھم یقال لہ ابراھیم قالوا فاتوا

بہ علیٰ اعین الناس لعلھم یشھدون - قالوا ءانت فعلت ھذا بآلھتنا یا ابراھیم قال بل فعلہ کبیرھم ھذا فسئلوھم ان کانوا ینطقون فرجعوا الیٰ انفسھم فقالوا انکم انتم الظالمون ثم نکسوا علیٰ رؤسھم لقد علمت ماھؤلاء ینطقون قال افتعبدون من دون اللہ مالاینفعکم شیأً ولا یضرکم اف لکم و لما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون (سورۃ الانبیاء) یعنے حضرت ابراہیمؑ نے (اپنی قوم سے) کہا۔ بلکہ تمہارا رب آسمانوں اور زمین کا خدا ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے - اور میں اس بات پر گواہ ہوں - بخدا تمہارے جانے کے بعد میں تمہارے بتوں سے نپٹوں گا۔ اس نے ان سب کو بجز ان کے بڑے کے ریزہ ریزہ کر دیا۔ تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں - ان لوگوں نے کہا۔ کہ جس نے ہمارے معبودوں سے یہ فعل کیا ہے - یقیناً وہ ظالم ہے - بعض نے ان میں سے کہا۔ کہ ہم نے ایک نوجوان ابراہیمؑ نامی کو ان کے متعلق ذکر کرتے سنا تھا۔ کہنے لگے جاؤ اس کو لوگوں کے سامنے لاؤ۔ تاکہ وہ گواہ ہوں - انہوں نے پوچھا۔ کہ اے ابراہیمؑ تو نے ہمارے خداؤں سے ایسا فعل کیا ہے۔ اس نے جواباً کہا۔ بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ کیا ہے۔ تم خود ہی ان ٹوٹے ہوئے بتوں سے پوچھ لو۔ اگر وہ بول سکتے ہیں - وہ لوگ دل ہی دل میں غور کر کے کہنے لگے کہ سچ تو یہ ہے۔ کہ ان بتوں کی عبادت کرنے میں تم ہی ظالم ہو۔ پھر وہ لوگ سرنگوں ہو کر بولے - اے ابراہیم تجھے خوب معلوم ہے۔ کہ یہ بت تو بول نہیں سکتے - اس نے کہا۔ تو کیا پھر تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو۔ جو نہ تم کو کچھ بھی فائدہ پہنچا سکیں - اور نہ ضرر دے سکیں۔ تف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر جنکو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ بھلا تم عقل سے کیوں کام نہیں لیتے۔

اس دلربا گفتگو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دلکش اسلوب بیان کو پڑھیئے۔ اور ان ظالموں کی جان کو رو یئے۔ جو کہتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بل فعلہ کبیرھم کہکر جھوٹ بولا اور پھر ان نادان دوستوں کی عقل پر ماتم کیجئے۔ جو کہتے ہیں "دربار رسالت بھی اس کو جھوٹ یا بالفاظ دیگر غلط قرار دیتا ہے پھر حدیث کا انکار کیوں؟ (اہلحدیث ۲۳ر فروری)

(۱) کونسی عقل باور کر سکتی ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ جو بتوں کے توڑنے سے پہلے قوم کو برملا اور غیر مبہم الفاظ میں اپنے اس ارادہ سے آگاہ کر چکے تھے حتیٰ کہ اس کا عام چرچا ہو گیا تھا اور پھر اپنے مخالفوں پر حجت قائم کر کے بتوں اور بت پرستوں پر اظہار نفرین کرتے تھے۔ ایسا شیر دل انسان ایک معمولی سے سوال کے جواب میں جھوٹ بول سکتا تھا۔ سوائے اس شخص کے جو نصوص قرآنیہ اور عقل انسانی سے مونہہ موڑ کر صرف ثلاث کذبات والی روائت کا شیدائی ہو۔ کسی اور کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔

(۲) بت شکن ابراہیم علیہ السلام نے اس بڑے بت کو اس لئے باقی نہ رکھا تھا۔ کہ جھوٹ بولیں - بلکہ اس لئے کہ قوم کے دل سے بت پرستی کے جراثیم کا استیصال کریں - آپ نے عمداً ایسا کیا۔ تا اس طرح حجت تمام ہو - ایسی حجت جو دل کی گہرائیوں تک جا پہنچے - چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۳) اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول بل فعلہ کبیرھم جھوٹ تھا اور وہ اس کے ذریعہ اپنی جان بچانا چاہتے تھے تو اس کے ساتھ یہ کہنے کے کیا معنے کہ فسئلوھم ان کانوا ینطقون - ان شکستہ بتوں سے پوچھو - اگر یہ بول سکتے ہیں - کیا حضرت ابراہیم انکو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد ان کی الوہیت کے قائل ہو گئے تھے - یا ان کو شبہ تھا۔ کہ شاید یہ بول پڑیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ خاص اسلوب کلام ہے - اس کو جھوٹ کہنا اپنی نافہمی پر مہر کرنا ہے۔

(۴) قوم کے لوگوں نے جو اولین مخاطب تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جواب کو سنکر غلط جھوٹ، کذب، اور خلاف واقع قرار نہیں دیا۔ بلکہ وہ شرمندہ ہوئے اور نہایت ندامت سے اعتراف کیا۔ کہ یہ معبود تو بات نہیں کرتے۔ تب غیرت ابراہیمی پھر جوش میں آئی - اور ان کو عقل و فکر سے کام لینے کی طرف متوجہ کیا - ان لوگوں کے جواب اور فعل سے واضح ہے۔ کہ انہوں نے بھی ابراہیمی جواب کو غلط یا جھوٹ قرار نہ دیا تھا۔ غرض کسی صورت میں بھی سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول بل فعلہ کبیرھم ھذا فسئلوھم ان کانوا ینطقون کذب نہ تھا۔ دروغ نہ تھا۔ غلط نہ تھا۔ ایسا کہنا سراسر غلطی ہے نافہمی ہے۔ اور نادانی ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کا اسلوب خطاب

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہر نبی کا طرز بیان اور اسلوب خطاب جداگانہ ہے - اگر حضرت موسیٰؑ کا کلام جلالی اور تصریحات سے لبریز ہے۔ حضرت نوحؑ کا بیان انذار و وعید پر مشتمل ہے - اور حضرت مسیحؑ و حضرت سلیمان کے کلام میں استعارات و تمثیلات پائی جاتی ہیں - تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو کا بیشتر حصہ مسلمات خصم سے مخاطب کو لاجواب کرنے پر حاوی ہے - قرآن مجید میں جہاں جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مخالفین سے سوال و جواب درج ہے - وہ بالکل مناظرانہ رنگ پر ہے - بسا اوقات آپ اپنے مدمقابل کو اس کے عقیدہ کے ماتحت ایسا جواب دیتے ہیں۔ کہ بجز لاچاری و شرمندگی اس سے کچھ بن نہیں پڑتا۔ زیر بحث آئت بھی ان آیات میں سے ایک ہے ؛

یہ ایک واقعہ ہے۔ کہ ان بتوں کو حضرت ابراہیمؑ نے توڑا۔ اور اس کے متعلق مشرکین کو بھی پختہ یقین تھا۔ مگر انہوں نے حضرت ابراہیمؑ پر حجت قائم کرنے کے لئے برسر عام بلا کر دریافت کیا ءانت فعلت ھذا بآلھتنا یا ابراھیم - کہ اے ابراہیمؑ کیا تو نے ہمارے خداؤں سے یہ معاملہ کیا ہے - حضرت ابراہیم علیہ السلام اس موقع کی تلاش میں ہی تھے - اور اس سے اچھا موقعہ ملنا مشکل تھا۔ اس لئے انہوں نے اس سوال کو غنیمت جانا۔ اور اس کے جواب میں وہ بات کہی۔ جس سے ان کے سوال کا جواب بھی ہو گیا - اور ابراہیم علیہ السلام کا مقصد بھی پورا ہو گیا - فرمایا تم پوچھتے ہو - کہ کیا تمہارے خداؤں کو میں نے توڑا ہے - اور اگر یہ خدا تھے - تو پھر تمہارے نزدیک میں تو توڑ ہی نہیں سکتا تھا اور اگر میں نے توڑ دیا ہے - تو پھر یہ خدا نہیں ہو سکتے - اس لئے تمہارے عقیدہ کے رو سے مجھ سے پوچھنا عبث ہے - چاہیئے کہ تم ان ٹوٹے ہوئے بتوں یا اپنے خداؤں سے یہ سوال کرو کہ ان کو کس نے توڑا ہے - باقی رہا اس فعل کا فاعل تو اے نادانو! میں بھلا "خداؤں" کو توڑ سکتا ہوں - بلکہ ان خداؤں کو تو ان کے بڑے خدا نے ہی توڑا ہو گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ جواب نہایت معقول تھا۔ اگر وہ کہیں۔ کہ نہیں تو نے ہی توڑا ہے - تو ان کا ضمیر ان کو ملامت کرتا۔ کہ وہ خدا کیسے جنکو ایک انسان توڑ مروڑ کر رکھ دیتا ہے اور اگر کہیں کہ بڑے بت نے توڑا ہے - تو اس سے علاوہ بتوں کی خدائی کے بطلان کے حضرت ابراہیمؑ سے مؤاخذہ کے کوئی معنے نہیں رہتے - پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب بالکل درست اور سچ ہے - صرف مناظرانہ رنگ میں الزام خصم کے لئے ان کے عقیدہ کی رو سے حجت قائم کی گئی ہے - اس کی مثال اللہ تعالےٰ کے کلام میں بھی پائی جاتی ہے - سورہ زخرف میں آتا ہے - ویوم ینادیھم این شرکاءی قالوا آذنٰک مامنا من شھید (ع ۶) کہ اللہ تعالےٰ حشر کے دن مشرکوں سے کہے گا - کہ میرے شریک کہاں ہیں - وہ کہیں گے - ہم آپ کو اطلاع دیتے ہیں - کہ ہم میں سے کوئی گواہ نہیں ہے - اس آیت میں لفظ این شرکاءی مخاطب کے عقیدہ کو مدنظر رکھ کر بولا ہے - کیونکہ واقعہ میں تو خدا کا کوئی شریک نہیں - اسی طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مشرکوں کو جواب دیا۔ کہ تمہارے خداؤں کو بڑے خدا نے توڑا ہے - ان سے پوچھو۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب ایک لطیف ترین جواب ہے - اس کو جھوٹ یا غلط بتانا علم و حکمت اور عقل و خرد کے سراسر خلاف ہے ؛

علامہ رازی کا بیان

علامہ رازی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ "کافۃ المحققین" کا مذہب ہے۔ کہ یہ جھوٹ نہیں بلکہ الزام خصم کے طور پر تقریر واقع ہے۔ آپ بہترین توجیہہ کو ان لفظوں میں درج کرتے ہیں۔ ان قصد ابراھیم علیہ السلام لم یکن الی ان ینسب الفعل الصادر عنہ الی الصنم وانما قصد تقریرہ لنفسہ و اثباتہ لہا علی اسلوب تعریضی یبلغ فیہ غرضہ من الزامھم الحجۃ وتبکیتھم" (جلد ۶ صہ ۱۱۳)

کہ ابراہیم علیہ السلام کا مقصد یہ نہ تھا کہ آپ سے صادر شدہ فعل بت کی طرف منسوب کیا جائے۔ ہاں ان کا مقصد صرف تعریض کے رنگ میں اس فعل کو اپنے لئے ثابت کرنا تھا اور اس تعریضی طریق سے آپ اپنی غرض کو بھی پالینگے یعنی ان پر حجت قائم کر کے ان کو خاموش کردیں گے۔

امام رازی نے اس کی مثال یوں ذکر کی ہے کہ تیرا ساتھی امی ہے یا نہایت ہی بھدا لکھتا ہے تو ایک بہترین خوشنویس ہے اور تو نے ایک قطعہ نہایت خوبصورت لکھا اب تیرا وہ ساتھی آکر پوچھتا ہے أانت کتبت ھذا کیا یہ آپ نے لکھا ہے۔ تو تو اس کے جواب میں کہے۔ بل کتبتہ انت۔ یہ آپ نے لکھا ہے۔ اس جواب سے تو نے اس کے خط کا استخفاف بھی کردیا اور یہ بھی بتادیا کہ اس قطعہ خوبصورت کا نویسندہ صرف میں ہوں۔ بعینہ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کا جواب ہے۔ وہ ان کے عقیدہ کی سخافت اور رذالت بھی بیان کر رہے ہیں اور یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہاں میں نے ہی ان کو توڑا ہے۔

ابن العربی کا قول

حضرت شیخ محی الدین ابن العربی اپنی کتاب فتوحات مکیہ کے باب ۳۶۷ میں لکھتے ہیں۔

"ولما اجتمعت بابراھیم علیہ السلام قلت یا ابت لم قلت بل فعلہ کبیرھم قال لانھم قائلون بکبریاء الحق علی آلھتھم التی اتخذوھا فقلت لہ فما اشارتک بقولک ھذا فقال لی انت تعلمہا فقلت لہ انی اعلم انہا اشارۃ ابتداء وخبرہ محذوف یدل علیہ قولک بل فعلہ کبیرھم فاسئلوھم اقامۃ للحجۃ علیہم منہم فقال لی علیہ السلام مازدت علی ماکان الامر علیہ۔

یعنی جب میں عالم کشف میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو میں نے عرض کیا کہ اے جد بزرگوار! آپ نے "بل فعلہ کبیرھم" کیوں کہا تھا؟ فرمایا کیونکہ وہ اپنے اختیار کردہ خداؤں پر خدائے برحق کی برتری کے قائل تھے میں نے کہا۔ کہ آپ کے بیان میں لفظ ہذا کا مشار الیہ کیا ہے۔ فرمایا کہ تو اسے جانتا ہے میں نے عرض کیا کہ میرا علم تو یہ ہے۔ کہ یہ اشارہ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے۔ جس پر آپ کا قول بل فعلہ کبیرھم فاسئلوھم دلالت کر رہا ہے۔ گویا یہ ان پر خود ان کے عقیدہ سے حجت قائم کرنا ہے تب حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔ کہ تو نے بالکل ٹھیک سمجھا ہے حقیقت سے ذرا بھر تجاوز نہیں کیا"۔ (الکبریت الاحمر جلد ۲ صہ ۵۲)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آیت قرآنی بل فعلہ کبیرھم میں سیاق و سباق قرآن المحققین کی تحقیق اور صوفیا کے کشوف کے لحاظ سے بھی کسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹ ثابت نہیں ہوسکتا۔

تیسرے جھوٹ کی تردید

روایت ثلاث کذبات کے شیدائیوں نے حضرت ابراہیمؑ کا تیسرا جھوٹ یہ بتایا ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سارہ رضؓ کو بہن کہہ دیا تھا۔ اس حادثہ کی تفصیل بخاری کی حدیث کے ترجمہ میں گذر چکی ہے۔ اس نمبر کے متعلق مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں۔

(۱) حدیث کہتی ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت سارہ رضؓ کو محض "انما المؤمنون اخوۃ" کے ماتحت بہن کہا تھا یعنی بلحاظ ایماندار ہونے کے بہن ہے۔ اگر حدیث کے اس حصہ کو تاویل کے ماتحت صحیح مانا جائے۔ تو اس کو جھوٹ قرار دینا غلط ہے۔ کیونکہ واقع میں سب مومن مرد اور عورتیں بلحاظ ایمان بھائی اور بہنیں ہیں۔ اندریں صورت حضرت ابراہیمؑ کا بیان بالکل درست ہوگا۔ اسے جھوٹ کہنے کے کوئی معنے نہیں۔ علامہ رازی اس حصہ سے "اخت فی الدین" تسلیم کر کے لکھتے ہیں۔

"واذا امکن حمل الکلام علی ظاھرہ من غیر نسبۃ الکذب الی الانبیاء علیہم السلام فحینئذ لا یحکم بنسبۃ الکذب الیہم الا الزندیق"

یعنی جب کلام کو ظاہر پر محمول کیا جاسکتا ہے اور نبیوں کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کی بھی ضرورت نہ ہو۔ تو ایسے وقت میں جو شخص بھی ان کے لئے کذب کا حکم لگاتا ہے۔ وہ بے دین اور زندیق ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۶ صہ ۱۱۳)

(۲) بایں ہمہ اس حصہ حدیث میں چند قابل اعتراض بلکہ ناقابل تسلیم باتیں ہیں مثلاً حدیث سے ثابت ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت سارہ رضؓ سے کہا "لیس علی وجہ الارض مؤمن غیری وغیرک" کہ روئے زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مومن نہیں حالانکہ ایسا کہنا درست نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لاچکے تھے۔ قرآن مجید کہتا ہے۔ فآمن لہ لوط وقال انی مھاجر الی ربی انہ ھو العزیز الحکیم (العنکبوت) ابراہیمؑ پر لوطؑ ایمان لائے اور ابراہیمؑ نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں وہ غالب حکمت والا ہے۔

(۳) اگر حضرت ابراہیمؑ کا سارہ رضؓ کو بہن کہنا کذب ہے تو اس حدیث کی رو سے ان پر نہ صرف کذب بیانی کا الزام آئیگا بلکہ کذب بیانی کی تلقین اور تہمت بھی ثابت ہوجائیگی کیونکہ انہوں نے سارہ کو بھی اس جھوٹ کے سچا کرنے کی تاکید کی تھی۔ مقام غور ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ اس ظالم اور کافر بادشاہ کی نظر میں کاذب ہونے سے بچنا چاہتے تو وہ کیونکر اللہ تعالیٰ اور مومنوں کی نظر میں تین جھوٹوں کے مرتکب ہونے پر راضی ہوسکتے تھے۔

(۴) اس حدیث سے ہرگز ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ حضرت ابراہیمؑ نے اس جابر کے سامنے کیوں یہ جواب دیا کہ سارہ میری بہن ہے؟ اس کی وجہ اور سبب کیا تھا؟ لیکن تورات میں (جو بظاہر اس حادثہ کا ماخذ نظر آتی ہے) لکھا ہے۔

"جب مصر کے نزدیک پہنچا تو اس نے اپنی جورو سری کو کہا کہ دیکھ میں جانتا ہوں کہ تو دیکھنے میں خوبصورت عورت ہے اور یوں ہوگا کہ مصری تجھے دیکھیں گے کہ یہ اس کی جورو ہے سو مجھ کو مار ڈالیں گے اور تجھے جیتا رکھیں گے تو کہیو کہ میں اس کی بہن ہوں تاکہ تیرے سبب سے میری خیر ہو اور میری جان تیرے وسیلے سے سلامت رہے"۔ (پیدائش ۱۲/ ۱۱-۱۳)

اگر فی الواقع بہن کہنے اور کہلوانے کی یہی وجہ تھی۔ تو اس حدیث کے قائل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو نہ صرف کذب کا مرتکب قرار دیتے ہیں۔ بلکہ معاذ اللہ بے غیرت بھی بتلاتے ہیں۔ ایک معمولی آدمی بھی اس بات کے لئے تیار نہ ہوگا کہ اس کے جیتے جی اس کی بیوی کی بےحرمتی ہو۔ لیکن نادان کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ ایسا غیور انسان نہ صرف اس دیوثی پر راضی ہوگیا۔ بلکہ (معاذ اللہ) بیوی کو بہن بتا کر آسانی پیدا کرنے کا مرتکب ہوا اسے اس ظالم کے پاس بھیج دیا۔ اور یہ سب کچھ اس لئے کرتا ہے تا اس کی جان بچی رہے۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دامن پر ایسا ناپاک دھبہ ثابت کرنے کی کوشش

صرف آپ کے دشمن یا نادان دوست ہی کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ ابوالانبیاء ابراہیم علیہ السلام کے لئے اس خطرناک اخلاقی عیب کو روا رکھنے والوں سے اگر کہا جائے۔ کہ کیا تم اپنے اہلبیت کے لئے بے حرمتی پسند کرتے ہو۔ یا موت؟ تو ان میں سے ننانوے فیصدی دیوثانہ زندگی پر موت کو ترجیح دیں گے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ جو بات اپنے لئے جائز نہیں سمجھتے۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے روا رکھتے ہیں۔

(۵) علاوہ ازیں یہ بات خود ایک نامعقول بات ہے۔ کہ اگر ان لوگوں کو پتہ لگ گیا۔ کہ حضرت ابراہیم ؑ سارہ ؓ کے خاوند ہیں۔ تو وہ ان کو قتل کر دیں گے۔ کیونکہ جب وہ لوگ ابراہیم ؑ کو قتل کئے بغیر ان کی بیوی لے سکتے تھے۔ تو قتل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر کہو۔ کہ وہ کفار اس قدر خدا ترس اور متقی تھے۔ کہ کسی زندہ خاوند کی بیوی لینا گوارا نہ کرتے تھے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ ایک بیگناہ کو بلا وجہ قتل کرتے وقت ان کی خدا ترسی اور تقوے کہاں چلا جاتا؟ اگر یہ کہا جائے۔ کہ ان کو خطرہ ہوتا تھا۔ کہ خاوند کو کسی نہ کسی وقت اپنی بیوی کے متعلق غیرت آسکتی ہے۔ تو اول تو اس جواب سے ظاہر ہو گا۔ کہ کفار مصر کا اخلاقی معیار (معاذ اللہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معیار سے زیادہ بلند تھا دوم جو خطرہ ایک غیور خاوند سے ہو سکتا ہے۔ وہی خطرہ ایک غیور بھائی سے بھی ہو سکتا ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنی زوجہ مطہرہ کو بہن کہنے کی کوئی معقول وجہ نہیں بتائی جا سکتی

(۶) اگر حادثہ کو اسی صورت میں مانا جائے۔ تو اس جابر کا جرم ثابت ظاہر نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ معذور نظر آتا ہے۔ اور ساری ذمہ داری حضرت ابراہیم ؑ پر عائد ہوتی ہے۔ گویا یہ حدیث اس کافر ظالم کو تو اچھے رنگ میں پیش کرتی ہے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو گھناؤنے لباس میں۔

ان وجوہات سے ظاہر ہے۔ کہ ثلاث کذبات والی روایت کا یہ حصہ بھی غلط اور بالکل نامعقول ہے۔ درحقیقت یہ اسلامی روائت نہیں۔ بلکہ اسرائیلی محرف شدہ روائت ہے جس کی غرض و غایت صرف یہ تھی۔ کہ تا یہود حضرت ہاجرہ کو لونڈی اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو لونڈی زادہ قرار دے کر بزعم خود اسے ابراہیمی میراث سے محروم قرار دیں۔

خاکسار اللہ دتا جالندہری از حیفا فلسطین

سالانہ رپورٹیں جلد بھجوائیں

سالانہ رپورٹ تیار ہو رہی ہے مگر ابھی تک بہت کم جماعتوں نے اپنی کارگذاری کی رپورٹ ارسال کی ہے۔ اس لئے ۳۰ جولائی ۳۴ء تک تمام جماعتوں کی مفصل رپورٹ آجانی چاہیئے۔ رپورٹ یکم مئی ۳۳ء سے ۳۰ اپریل ۳۴ء تک کی ہو۔ جن جماعتوں کے کام کا ماہواری گوشوارہ الفضل میں شائع ہوتا رہا ہے

پیغامِ حق*

ذیل میں حضرت اقدس میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت میں خود حضور علیہ السلام کی اپنی تصنیفات میں سے چند دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ امید ہے۔ ناظرین ان پر پوری توجہ سے غور فرمائیں گے

ضرورت زمانہ

"میں اپنے دعوے کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ جبکہ اس زمانہ میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا اور نہ صرف تقوے طہارت کو چھوڑا۔ بلکہ ان یہود کی طرح جو حضرت عیسےٰ ؑ کے وقت میں تھے۔ سچائی کے دشمن ہو گئے۔ تب بالمقابل خدا نے میرا نام مسیح رکھ دیا۔ نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں۔ بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے۔" (پیغام صلح صفحہ ۲۹)

صادق مامور کی تین علامتیں

"میرے دعوے کی نسبت اگر شبہ ہو۔ اور حق جوئی بھی ہو۔ تو اس شبہ کا دور ہونا بہت سہل ہے۔ کیونکہ ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔

اول عقل سے یعنی دیکھنا چاہیئے۔ کہ جس وقت وہ نبی یا رسول آیا ہے۔ عقل سلیم گواہی دیتی ہے یا نہیں۔ کہ اس وقت اس کے آنے کی ضرورت بھی تھی۔ یا نہیں۔ اور انسانوں کی حالت موجودہ چاہتی تھی۔ یا نہیں۔ کہ ایسے وقت میں کوئی مصلح پیدا ہو۔

دوسرے پہلے نبیوں کی پیشگوئی یعنی دیکھنا چاہیئے کہ پہلے کسی نبی نے اس کے حق میں یا اس کے زمانہ میں کسی کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی کی ہے۔ یا نہیں

تیسرے نصرت الٰہی اور تائید آسمانی۔ یعنی دیکھنا چاہیئے کہ اس کے شامل حال کوئی تائید آسمانی بھی ہے یا نہیں۔

یہ تین علامتیں سچے مامور من اللہ کی شناخت کے لئے قدیم سے مقرر ہیں۔ اب اے دوستو! خدا نے تم پر رحم کر کے یہ تینوں علامتیں میری تصدیق کے لئے ایک ہی جگہ جمع کر دی ہیں۔ اب چاہو۔ تو قبول کرو۔ یا نہ کرو۔ اگر عقل کے رو سے نظر کرو۔ تو عقل سلیم فریاد کر رہی ہے۔ اور دو رہی ہے۔ کہ مسلمانوں کو اس وقت ایک آسمانی مصلح کی ضرورت ہے۔ اندرونی اور بیرونی حالتیں دونوں خوفناک ہیں۔ اور مسلمان گویا ایک گڑھے کے قریب کھڑے ہیں۔ یا ایک تند سیل کی زد میں آپڑے ہیں۔ اگر پہلی پیشگوئیوں کو تلاش کرو۔ تو دانیال نبی نے بھی میری نسبت اور میرے اس زمانہ کی نسبت پیشگوئی کی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ کہ اسی امت میں سے مسیح موعود پیدا ہو گا اگر کسی کو معلوم نہ ہو۔ تو صحیح بخاری۔ اور صحیح مسلم کو دیکھ لے۔ اور صدی کے سر پر مجدد آنے کی پیشگوئی بھی پڑھ لے اور اگر میری نسبت نصرت الٰہی کو تلاش کرنا چاہے۔ تو یاد رہے۔ کہ اب تک ہزارہا نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۹ تا ۳۰)

ایک عظیم الشان نشان

"کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے۔ کہ جس زمانہ میں ان مولویوں اور ان کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے۔ اس زمانہ میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہ تھا۔ گو چند دوست جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے۔ میرے ساتھ تھے۔ اور اس وقت خدا تعالےٰ کے فضل سے ستر ہزار[1] کے قریب بیعت کرنے والوں کا شمار پہونچ گیا ہے۔ جو نہ میری کوشش سے بلکہ اس ہوا کی تحریک سے جو آسمان سے چلی ہے۔ میری طرف دوڑے ہیں۔ اب یہ لوگ خود سوچ لیں۔ کہ اس سلسلہ کے برباد کرنے کے لئے کس قدر انہوں نے زور لگائے۔ اور کیا کچھ ہزار جانکاہی کے ساتھ ہر ایک قسم کے مکر کئے۔ یہاں تک کہ حکام تک جھوٹی مخبریاں بھی کیں۔ خون کے جھوٹے مقدموں کے گواہ بن کر عدالتوں میں گئے۔ اور تمام مسلمانوں کو میرے پر ایک عام جوش دلایا۔ اور ہزارہا اشتہار اور رسالے لکھے۔ اور کفر اور قتل کے فتوے میری نسبت دیئے۔ اور مخالفانہ منصوبوں کے لئے کمیٹیاں کیں۔ مگر ان تمام کوششوں کا نتیجہ بجز نامرادی کے اور کیا ہوا۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ضرور ان کی جان توڑ کوششوں سے یہ تمام سلسلہ تباہ ہو جاتا۔ کیا کوئی نظیر دے سکتا ہے۔ کہ اس قدر کوششیں کسی جھوٹے کی نسبت کی گئیں۔ اور پھر وہ تباہ نہ ہوا بلکہ پہلے سے ہزار چند ترقی کر گیا۔

---

* یہ مضمون نظارت دعوۃ و تبلیغ نے ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا ہے جہاں نہ پہنچا ہو۔ احباب جلد منگا کر حق پسند لوگوں میں تقسیم کریں۔

[1] اب خدا تعالےٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کی تعداد دس لاکھ سے متجاوز ہو گئی ہے۔ جو ہر ملک میں پائے جاتے ہیں۔

پس کیا یہ عظیم الشان نہیں۔ کہ کوششیں تو اس غرض سے کی گئیں۔ کہ یہ تخم جو بویا گیا ہے۔ اندر ہی اندر نابود ہو جائے۔ اور صفحۂ ہستی پر اس کا نام و نشان نہ رہے۔ مگر وہ تخم بڑھا۔ اور پھولا۔ اور ایک درخت بنا۔ اور اس کی شاخیں دور دور چلی گئیں۔ اور اب وہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے۔ کہ ہزارہا پرند اس پر آرام کر رہے ہیں۔ اور اس نشان کے ساتھ ایک عظیم الشان نشان یہ ہے۔ کہ آج سے تئیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے کہ لوگ کوشش کریں گے۔ کہ اس سلسلہ کو مٹا دیں۔ اور ہر ایک مکر کام میں لائیں گے۔ مگر میں اس سلسلہ کو بڑھاؤں گا اور کامل کروں گا۔ اور وہ ایک فوج ہو جائے گی۔ اور قیامت تک ان کا غلبہ رہے گا۔ اور میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک شہرت دوں گا۔ اور جوق در جوق لوگ دور سے آئیں گے اور ہر ایک طرف سے مالی مدد آئے گی۔ مکانوں کو وسیع کرو کہ یہ طیاری آسمان پر ہو رہی ہے۔ اب دیکھو کس زمانہ کی پیشگوئی ہے۔ جو آج پوری ہوئی یہ خدا کے نشان ہیں۔ آنکھوں والے ان کو دیکھ رہے ہیں۔ مگر جو اندھے ہیں۔ ان کے نزدیک ابھی تک کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔"

نزول المسیح صفحہ ۳۱ تا ۳۷

اللہ تعالیٰ کی سنت مستمرہ

"لیکن یاد رکھیں۔ کہ یہ گالیاں جو ان کے منہ سے نکلتی ہیں۔ اور یہ تکفیر اور یہ توہین کی باتیں جو ان کے ہونٹوں پر چڑھ رہی ہیں۔ اور یہ گندے کاغذ جو حق کے مقابل پر وہ شائع کر رہے ہیں۔ یہ ان کے لئے ایک روحانی عذاب کا سامان ہے۔ جس کو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے طیار کیا ہے دروغ گوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں۔ کیا وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اپنے منصوبوں سے اور اپنے بے بنیاد جھوٹوں سے اور اپنے افتراؤں سے اور اپنی ہنسی ٹھٹھے سے خدا کے ارادے کو روک دیں گے۔ یا دنیا کو دھوکہ دے کر اس کام کو معرض التوا میں ڈال دیں گے۔ جس کا خدا نے آسمان پر ارادہ کیا ہے۔ اگر کبھی پہلے بھی حق کے مخالفوں کو ان طریقوں سے کامیابی ہوئی ہے۔ تو وہ بھی کامیاب ہو جائیں گے لیکن اگر یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ خدا کے مخالف اور اس کے اس ارادہ کے مخالف جو آسمان پر کیا گیا ہو ہمیشہ ذلت اور شکست اٹھاتے ہیں۔ تو پھر ان لوگوں کے لئے بھی ایک دن ناکامی۔ اور نامرادی اور رسوائی در پیش ہے۔ خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا۔ اور نہ جائیگا۔ وہ فرماتا ہے:۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔ یعنی خدا نے ابتدا سے لکھ چھوڑا ہے۔ اور اپنا قانون اور اپنی سنت قرار دے دیا ہے۔ کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں۔ مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اسی میں ہو کر۔ اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ اس لئے میں کہتا ہوں۔ کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا" (نزول المسیح صفحہ ۳۲ و ۳۳)

(الداعی:۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان)

انصار اللہ کے متعلق ضروری اعلان

جماعتوں کی طرف سے انصار اللہ کی کارگذاری کی بہت کم رپورٹیں موصول ہوتی ہیں اور جو آتی ہیں۔ ان میں سے اکثر نامکمل ہوتی ہیں۔ بعض رپورٹیں فرضی بھی تیار کی ہوئی ہوتی ہیں۔ حالانکہ انصار اللہ نے زیر رپورٹ ماہ میں اس قدر کام نہیں کیا ہوتا۔ جتنا کہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور فارموں کے خانہ جات کو بھی احتیاط سے پُر نہیں کیا جاتا۔ تبلیغی دو ورقہ کی اشاعت کے خانہ میں صرف یہ لکھ دینا کہ تبلیغی دو ورقہ تقسیم کیا گیا۔ کافی نہیں۔ بلکہ اس کی اشاعت کی تعداد تحقیقات کے بعد صحیح طور پر درج ہو۔ نائب مہتممان تبلیغ اور انسپکٹران تبلیغ کو چاہیئے کہ جو رپورٹیں ان کی معرفت پہنچتی ہیں۔ ان کو اچھی طرح دیکھ لیا کریں۔ اور جو رپورٹ نامکمل اور فرضی معلوم ہو۔ اس کو واپس کر کے مناسب ہدایات دے کر صحیح کرا لیا کریں۔ رپورٹ میں یہ بھی خاص طور پر ذکر کیا جائے۔ کہ زیر رپورٹ ماہ میں کتنے وفود نے دیہات میں دورہ کیا۔ آئندہ جماعتیں مزید احتیاط سے کام لیں۔ اور انسپکٹران حلقہ اور نائب مہتممان تبلیغ اپنے اپنے علاقہ کے ذمہ دار ہیں۔ ان کو اس معاملہ میں ہوشیاری سے کام لینا چاہئے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان)

بیت المال کا ضروری اعلان

مجھے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ بعض جماعتوں کے عہدہ داروں نے تعمیر مسجد وغیرہ کے لئے از خود بغیر اجازت مرکز ملحقہ جماعتوں سے چندہ وصول کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں احباب کو واضح طور پر آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کوئی نیا چندہ خواہ وہ تعمیر مسجد کے متعلق ہو۔ یا اور کسی قسم کا۔ جس کے لئے نظارت بیت المال سے تحریری اجازت نہ حاصل کی ہو۔ کسی کو وصول کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اور نہ کوئی احمدی۔ ایسے چندہ وصول کرنے والے کو۔ جس کے پاس نظارت بیت المال کی طرف سے تحریری اجازت نہ ہو۔ چندہ دے۔ جس جماعت کو اس قسم کی ضروریات کے لئے چندہ کرانے کی ضرورت محسوس ہو۔ اسے چاہیئے۔ کہ پہلے نظارت بیت المال سے خط و کتابت کر کے تحریری اجازت حاصل کر لے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس اعلان کے بعد کوئی صاحب کسی غلط فہمی میں پڑ کر اس قسم کی بے قاعدگی نہ کریں گے۔ اگر پھر بھی بے قاعدگی ظہور میں آئی۔ تو چندہ وصول کرنے والا۔ اور دینے والا دونوں اس بے قاعدگی کے متعلق جوابدہ ہونگے۔ (ناظر بیت المال)

بیش بہا طبّی مجرّبات کا خزانہ

یعنی حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول شاہی طبیب مہاراجہ کشمیر کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے طبی مجربات شائع ہو گئے ہیں۔ یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ حضرت مولانا خدا رسیدہ اور بالکل بے نفس انسان تھے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضور نے کبھی نسخہ کو چھپایا ہو۔ یہ کتاب حضور کی اسی سالہ زندگی کا نچوڑ ہے۔ اس میں بعض نسخہ جات ایسے ہیں۔ جن کیلئے حضور نے ہزاروں میل کا سفر اختیار کیا۔ اور ہزاروں روپے خرچ کیئے۔ اس کے علاوہ اور کوئی کتاب ایسی نہیں جو حضور کی طبی تصنیف کہلانے کی مستحق ہو۔ اسمیں یونانی۔ ڈاکٹری اور ویدک اور ہر قسم کے نسخہ جات درج ہیں۔ ساتھ ہی مرض کی وجوہات علامات اور تمام کیفیت درج ہے۔ آجکل طب یونانی دنیا سے مٹ رہی ہے۔ ہمیں نہ صرف امید بلکہ یقین ہے کہ اس کتاب سے ایک تہلکہ مچ جائیگا۔ سرجری کو چھوڑ کر جہاں تک ادویہ اور نسخہ جات کا تعلق ہے بعض امراض کے علاج میں جہاں ڈاکٹر جواب دے دیتے ہیں۔ وہاں یونانی ادویہ سو فی صدی کامیاب ہوئی ہیں حال ہی میں میری ہمشیرہ زادی امۃ الرشید بنت حضرت خلیفہ ثانی کو اپنڈے سائیٹس کا سخت درد ہوا۔ میجر بھروچہ میو ہاسپٹل نے اپریشن کا مشورہ دیا۔ دوسرے سول سرجنوں نے بھی یہی کہا کہ اگر اپریشن نہ کرایا گیا تو ہم ذمہ دار نہ ہونگے۔ مگر عزیزہ کو یونانی دوائی دیگئی۔ جس سے پندرہ منٹ کے اندر درد بالکل جاتا رہا۔ اب اللہ کے فضل سے عزیزہ بالکل باصحت ہے۔ اگر حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے آزمائے ہوئے۔ ایک نہیں سینکڑوں سریع الاثر۔ سہل الحصول نسخہ جات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی حضور کے اپنے ہاتھ کی لکھی اصل بیاض نورالدین منگوا لیجئے۔ آپ دو روپیہ میں ایشیا کے سب سے بڑے طبیب کی اسی سالہ طبی زندگی کا نچوڑ حاصل کرینگے۔ ہم خوش ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر بجا لاتے ہیں کہ اس نے ہمیں موقعہ دیا کہ والد محترم کی ....

اندھیرے گھر کا چراغ
حب اٹھرا (رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی موذی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے بچائے رکھے۔ آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج نظام جان مالک دواخانہ معین الصحت نے استاذی المکرم حضرت نورالدین رضی اللہ عنہ شاہی طبیب سے سیکھا ہے اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۰ء میں پبلک میں شائع کیا اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کیلئے رجسٹرڈ کرایا ہے۔ تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے حب اٹھرا مولانا استاذی المکرم نورالدین شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے۔ یہ نسخہ نہ کوئی اور شخص بنا سکتا ہے۔ اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ حب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت اور تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کے لئے دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے منگوا کر استعمال کرا کر قدرت خدا کا مشاہدہ کریں۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ یکدم منگوانے پر ۱۰ روپیہ۔ علاوہ محصول نصف منگوانے پر صرف محصول معاف نوٹ:۔ ہمارے دواخانہ میں ہر قسم کی مجرب ادویہ برائے امراض زنانہ و مردانہ بچوں اور آنکھوں کیلئے تیار رہتی ہیں۔ آرڈر دیتے وقت بیماری کا مفصل حال تحریر کیا جائے

المشتہر: حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت (قادیان)

دی پنجاب احمدیہ فروٹ فارم

شائقین باغات خصوصاً زمینداران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہمارے فروٹ فارم میں تخمی آم اعلیٰ اقسام اور شیشم کے پودے قابل فروخت ہیں۔ قیمت فی پودہ آم ۳ سے ۶ تک اور شیشم ۲ ۔ اخراجات پیکنگ اور ڈسپیچنگ ۲ ۔ کرایہ ریل بذمہ خریدار۔ قیمت پیشگی لی جاوے گی۔ ایک صد یا زیادہ کے خریدار کو پانچ فیصدی کے حساب سے بوٹے مفت بھیجے جائیں گے

ایم۔ کے خان اینڈ سنز ہارٹیکلچرسٹ فیض اللہ چک ضلع گورداسپور

ضرورت ہے

ملٹن چائے کی فروخت کرنے اور اس کا سٹاک رکھنے کے لئے چند معتبر اشخاص کی ضرورت ہے۔ ماہوار تنخواہ ایک سو پچاس روپے ہوگی۔ مکان کا کرایہ اور نوکر اس کے علاوہ ہونگے تمام خط و کتابت انگریزی میں ہونی چاہئے۔ مزید حالات کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر لکھا جائے

The manager The milton
House P. O. Box no 6837
Burra Bazar Calcutta.

ہر ایک ڈاکٹر و طبیب کے قابل مطالعہ

انجکشن کے طریق علاج کی طرف رہبری کرنیوالی کتاب

رہنمائے انجکشن

مصنفہ ڈاکٹر مختار احمد ممتاز احمدی ایڈیٹر رسالہ تبصرۃ الاطبا لاہور

اردو زبان میں یہ ایک پہلی کتاب ہے۔ جو انجکشن ٹریٹمنٹ پر بہترین اور مکمل طور پر لکھی گئی ہے۔ انجکشن کے آلات کا استعمال۔ کثیر الاستعمال ادویہ۔ ان کے خواص و فوائد کو نہایت آسان اور واضح طور پر بتایا گیا ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ فوٹو بلاکس سے مزین۔ قیمت صرف ایک روپیہ

ملنے کا پتہ:۔

کتب خانہ طب جدید میو روڈ لاہور

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

کی بالکل نئی اور مضبوط بلڈنگ مع رہائشی مکان

واقعہ محلہ دارالفضل فروخت ہوتی ہے۔ جو صاحب بیع یا رہن لینا چاہیں وہ لے لیں۔ آئندہ کے لئے پریس اسی جگہ کرایہ مقررہ پر کام کرے گا۔ اندرون شہر میں بھی ایک مکان مع منزل بالائی ہے۔ قابل فروخت ہے۔ شہری طرز کا خود یا کسی معتبر کے ذریعہ دیکھ کر قیمت کا فیصلہ کر لیں۔

چودھری اللہ بخش مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

بے روزگاروں کیلئے عمدہ روزگار

دو پیسے سیر

صابن بنانا سیکھو!

ولایتی صابن کی مانند نہایت خوبصورت اور خوشبودار جس کو بنانا سیکھ کر آپ تھوڑے ہی عرصہ میں مالا مال ہو سکتے ہیں ہم صابن بنانے کی ترکیب کے ہمراہ تجربہ کے لئے مصالح وغیرہ بھی مفت روانہ کرتے ہیں۔ تاکہ آپ اسی روز اپنے ہاتھ سے صابن تیار کر سکیں۔ فیس صرف ایک روپیہ جو کہ بذریعہ منی آرڈر آنا لازمی ہے۔ وی پی ہرگز ارسال نہ ہوگا۔

ملنے کا پتہ: مینیجر گلشن بہار ایجنسی نالہ ریاست پٹیالہ

اعلان نکاح

مورخہ ۲ جون ۱۹۳۴ء کو مسمی محمد رشید ولد محمد اسد اللہ احمدی قوم کشمیری تیجہ کلاں گورداسپور کا نکاح مسمات بشیراں بیگم بنت میراں بخش عرف پولا احمدی ساکن بھاگی ننگل تحصیل بٹالہ سے بعوض پانچ صد روپیہ مہر پڑھا گیا۔ نکاح مولوی خیرالدین صاحب سیکھوانی نے پڑھا۔ خاکسار۔ محمد اسد اللہ احمدی تیجہ کلاں ضلع گورداسپور

مکان بنانے والوں کو نیک صلاح

سید محمد علی شاہ صاحب مرحوم کے مکان والی گلی میں قریباً ۸ مرلے زمین میں ایک کچا مکان قابل فروخت موجود ہے۔ جو احباب شہر کی آبادی میں مسجد مبارک و اقصیٰ کے قریب محفوظ مکان بنانا چاہیں ان کے لئے اچھا موقعہ ہے۔ واضح ہو کہ اس نواح میں ڈیڑھ سو روپیہ مرلہ تک زمین فروخت ہوئی ہے۔ مگر مالک مکان نصف سے بھی کم قیمت پر فروخت کر رہے ہیں اور روپے کی ادائیگی میں بھی مناسب آسانی دینے کو تیار ہیں۔ اکمل عفا اللہ عنہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لاہور سے ۱۴ جولائی کی اطلاع ہے کہ ہری جن فنڈ کیلئے گاندھی جی کو اہل لاہور نے ۱۹۵۲۸-۶-۹ جمع کر کے دئے ہیں۔ تمام پنجاب کے روپیہ کی مجموعی تعداد جو گاندھی جی کو ہری جن فنڈ کے لئے حاصل ہوئی۔ ۴۴۷۰۷-۸-۶ بتائی جاتی ہے۔

عدم ادائیگی لگان کے سلسلہ میں نواکھلی سے ۱۴ جولائی کی اطلاع کے مطابق مقامی کلکٹر نے ۱۵۷ جاگیروں اور ۳۱۰ میعادی اراضیات کی نیلامی کرا دی ہے۔ دس جاگیروں اور ۲۳ میعادی اراضیات کو صرف سو روپے میں فروخت کیا گیا اور کچھ جاگیریں ایک ایک روپیہ نیلامی پر گورنمنٹ نے خرید لیں۔

سرحدی سرخپوشوں پر چونکہ ابھی تک پابندیاں عائد ہیں۔ اس لئے حکومت کے اس رویہ کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے مولانا شفیع داؤدی نے شملہ سے ۱۴ جولائی کی اطلاع کے مطابق آئندہ اجلاس اسمبلی میں تحریک التوا پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

ملازمتوں میں مسلمانوں کے تناسب کے متعلق مرکزی حکومت نے حال میں جو اعلان کیا ہے اس کے متعلق ڈاکٹر ضیاء الدین احمد۔ سر محمد یعقوب اور مولانا محمد شفیع داؤدی نے اخبارات کو ایک بیان دیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ ملازمتوں کے متعلق حکومت نے جس تناسب کا اعلان کیا ہے وہ صحت عمل کی علامت ہے۔ اور ہم مطمئن ہیں کہ حکومت نے ہماری مشکلات کو محسوس کرتے ہوئے ازالہ کی کسی حد تک کوشش کی ہے۔ لیکن ہم یہ خیال ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مسلمانوں کو اپنے جائز حقوق کے متعلق حکومت پر دباؤ ڈالتے رہنا چاہیے۔ تا آنکہ انہیں حقیقی حق مل جائے۔

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار بمبئی سے ۱۳ جولائی کی اطلاع کے مطابق لکھتا ہے۔ کہ مہاراشٹر اور سندھ میں ہندو مہا سبھا کے وہ لیڈر جو کمیونل ایوارڈ کے خلاف ہیں۔ انہوں نے کانگرس پارلیمنٹری بورڈ کے خلاف بغاوت شروع کر دی ہے۔ اور کانگرس جو امیدوار کھڑے کرنا چاہتی ہے۔ انہوں نے اس کے مقابلہ میں اپنے امیدوار کھڑے کر دئے ہیں۔

ڈاکٹر انصاری نے بمبئی سے ۱۴ جولائی کی اطلاع کے مطابق کانگرس پارلیمنٹری بورڈ کے سکرٹری کو ایک تار ارسال کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ اگر کمیونل ایوارڈ کے متعلق سانجی کے فیصلہ میں تبدیلی کی گئی۔ تو میں پارلیمنٹری بورڈ کی صدارت سے مستعفی ہو جاؤں گا۔

ریاست ٹراونکور نے ٹریونڈرم کی ایک اطلاع کے مطابق ریاست میں جاپانی پارچہ کی درآمد کو ممنوع قرار دیدیا ہے۔ جاپانی پارچہ اسی حالت میں آسکتا ہے۔ جب کہ حکومت کے متعلقہ محکمہ کا افسر اجازت کی سند دیدے۔

بمبئی سے ۱۴ جولائی کی اطلاع ہے کہ انسپکٹر جنرل جیلخانجات بمبئی نے ریذیڈنسی کے تمام جیلخانوں کے حکام کے نام سرکلر جاری کر دیا ہے۔ کہ کسی جیل میں کوئی سیاسی قیدی یا نظر بند نہ رہے۔

امرتسر سے ۱۴ جولائی کی اطلاع ہے کہ فرنٹیر میل سے ۳۱ ہزار روپیہ کے سونا کی چوری کے سلسلہ میں پولیس نے دہلی میں جس مسلمان کو گرفتار کیا تھا۔ اس نے بجائے مسروقہ سونا دینے کے ایک کھیت سے ۲۸ سیر چاندی نکال کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے بیان پر متعدد گرفتاریاں عمل میں آنے والی ہیں۔

سردار ولبھ بھائی پٹیل نے جیل سے رہا ہوتے ہی نمائندہ پریس کو ایک بیان دیا۔ جس میں کہا کہ مجھے کونسلوں کے پروگرام سے ہرگز اتفاق نہیں۔ تاہم یہ خیال کرتے ہوئے کہ کانگرس میں پھوٹ پڑ جانے کا احتمال ہے میں اس کی تائید کروں گا۔

سشن جج ہوشیارپور نے ۱۴ جولائی کو فسادات جیجوں کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ وہاں ایک برہمن نوجوان قتل ہو گیا تھا۔ تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۰۲ کے ماتحت چھ اشخاص حوالات میں بند تھے۔ ان میں سے چار تو بری ہو گئے اور دو شخصوں یعنی پٹواری وزیر علی اور عالم درزی کو مجرم قرار دیتے ہوئے انہیں سزائے قتل دی گئی۔

راولپنڈی سے ۱۴ جولائی کی اطلاع ہے۔ کہ ننگا پربت کی چوٹی پر چڑھنے کا کام ترقی پر ہے۔ اگر موسم خوشگوار رہا تو امید کی جاتی ہے کہ چودہ دن کے اندر اندر پارٹی چوٹی پر پہنچ جائے گی۔

شملہ سے ۱۴ جولائی کی اطلاع ہے کہ مصیبت زدگان آسام کی مالی امداد کے لئے ریڈ کراس سوسائٹی نے دو ہزار روپیہ کی رقم پیش کی ہے۔ سوسائٹی کا ایک پیغام مظہر ہے کہ آسام کے ایک ہی ضلع میں ایک ہزار مربع میل علاقہ زیر آب ہو چکا ہے۔ تین سو مربع میل کے علاقہ کے تمام مکانات اور گودام گر بہ گئے ہیں۔ بہت سے مویشی ہلاک ہو گئے ہیں۔

ایک اور اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سو مرد اور عورتیں اس سیلاب میں ڈوب گئیں۔ اور گو حکومت ہر ممکن مدد کر رہی ہے مگر نقصانات کی تلافی کے لئے کافی سرمایہ کی ضرورت ہے۔

ہر ہٹلر نے ۱۳ جولائی کو برلن میں ایک تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ دوران بغاوت میں ۷۷ آدمی ہلاک ہوئے ہیں

برلن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ پچھلے سال جرمنی میں ۳۲۵۰ مردوں کو جو بیماریوں کی وجہ سے صحت در اولاد پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ بجلی کے ذریعہ نامرد بنا دیا گیا۔ اب کے سال گورنمنٹ نے تمام ہسپتالوں کے افسروں کو ہدایات جاری کر دی ہیں۔ کہ وہ اس قانون پر زیادہ سختی سے عمل کریں

ٹوکیو سے ۱۳ جولائی کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ جاپان میں شدید طوفان باراں کے بعد سیلاب نے تباہی و بربادی کا عالم برپا کر رکھا ہے۔ اڑھائی صد اشخاص غرق ہو چکے ہیں چار ہزار اشخاص خانماں برباد ہو گئے ہیں۔ تیس پل بہہ گئے ہیں اور ہزاروں ایکڑ فصل برباد ہو گئی ہے

حکومت فرانس نے پیرس سے ۱۴ جولائی کی اطلاع کے مطابق اپنے اخراجات میں کفایت شعاری کے لئے ایک سکیم مرتب کی ہے۔ جس کے ماتحت دس ہزار سرکاری ملازمین کو برطرف کر دیا جائے گا۔

گاندھی جی نے ۱۵ جولائی کو پنجاب کے ہندوؤں اور سکھ لیڈروں کے ایک وفد سے لاہور میں کہا۔ کہ میری یہ زبردست خواہش ہے کہ کمیونل ایوارڈ کو مسترد کرا دوں۔ اور اس کے لئے دن رات فکرمند رہتا ہوں۔ مگر یہ تمام قوموں کے اتفاق کے بغیر ممکن نہیں۔

حیدرآباد دکن کے غیر معمولی گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے کہ ولی عہد بہادر شہزادہ اعظم جاہ نے سلطنت آصفیہ کے کل عساکر کے عہدہ کمانڈر انچیف کا جائزہ لے لیا ہے۔ شہزادہ معظم جاہ بہادر جو ولی عہد کے چھوٹے بھائی ہیں۔ وہ اسی ماہ سٹی امپروومنٹ ٹرسٹ کے عہدۂ صدارت کا چارج لے لیں گے۔

شمالی اڑیسہ کے ضلع رکسول کے طول و عرض میں اور نیپال کے بعض حصوں میں ۱۶ جولائی کی اطلاع کے مطابق شدید بارش ہونے کے باعث مقامی دریاؤں کا پانی کناروں تک چڑھ آیا ہے جس سے سخت خوف و ہراس پیدا ہو گیا ہے۔ بعض اطلاعات مظہر ہیں کہ متعدد آدمی ڈوب کر ہلاک ہو چکے ہیں اور سخت مالی نقصان بھی ہوا ہے دھان اور دوسری فصلیں تباہ ہو گئیں۔ اور کثیر التعداد جھونپڑیوں کا صفایا ہو گیا

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی